انہوں نے مسلمانوں کو سختی کے ساتھ موسیقی سے منع کیا تھا، اس دوران میں مسلمانوں میں سے ایک شخص موسیقی
ل بن گئے اور اس کو اتنی ترویج دی کہ ہندو عش عش کر اٹھے۔ اس کا اثر آج تک اتنا گہرا ہے کہ جب یہ لوگ
ے شہداء کا ماتم کرنے جاتے ہیں تب بھی ڈھول باجا کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ اس بارے میں مذکورہ
ہ کے ص ۳۵۶، ۳۵۷ میں رقمطراز ہیں" ہمارے علاقہ میں ملاؤں نے ڈھول سرنا منع کیا تھا ------ ہم نے
ے سے کہا " لاؤ ڈھول " وہ بہت خوش ہوئے اور خدائی خدمتگار بن گئے۔"

ڈھول باجا اور ناچ رنگ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "شام کو ہم بحری جہاز میں سوار
------ سامان رکھ لیا تو قطار میں کھڑے ہو گئے اور جہاز ہی سے ڈھول بجانا شروع کر لیا۔ ساحل پر موجود
ناچنے لگے ص ۴۲۶

ہندوؤں کے لئے ان کی فراخدلی کا یہ عالم تھا کہ وہ خدا کے حلال کردہ چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرنے میں
ں کیا کرتے تھے مشہور خدائی خدمتگار محمد اسلام نسیم باعزانزئی نے اپنی پشتو تصنیف " سپین صبا "
ا ہے (جیل میں) انہوں نے گیتا اور گرنتھ کی تعلیم ہندو علماء سے حاصل کی اور گوشت کھانا ترک کر دیا۔ ص ۹۴
سرحد کا ملا انگریز دشمنی میں ان سے کم نہیں لیکن دونوں کے محرکات میں فرق ہے۔ ملا کی دشمنی کا محرک
وہ " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ " کا دشمن تھا جبکہ باچا خان کی دشمنی کی وجہ صرف یہ تھی وہ ہندوستانی نہیں
ں یہ بات کہ وہ کافر تھا باچا خان سرے سے اس کا قائل ہی نہیں، ان کے ہاں یہودیت، عیسائیت،
ت اور اسلام سارے برحق مذاہب ہیں۔ فرماتے ہیں: "حقیقت یہ ہے کہ سارے آسمانی مذاہب برحق
ص ۱۲۹، ۱۳۰ حالانکہ دوسرے آسمانی مذاہب برحق تھے اور اسلام برحق ہے۔ " تھے " اور " ہے "
نہ کرنا دھوکہ دہی ہے۔ افغانستان میں یوم پختونستان کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: " مذہب
نوں ہم پٹھانوں نے جتنا نقصان اٹھایا ہے۔ شاید ہی دنیا کی کسی قوم نے اٹھایا۔ پشتو پمفلٹ " د پختونستان
پہ مناسبت " ص ۴ پھر فرماتے ہیں: " میں نے آپ سے ابھی ابھی کہا کہ آج یہ اسلام اور دوسرے
نفرت پیدا کرنے اور دھوکہ دینے کے لئے ہیں۔ ص ۱۰ قارئین سمجھ چکے ہوں گے کہ اصل حقیقت حال
؟...

(ابو عمار قریشی)

سوانح نگاروں کی نسبی تعلق میں بے احتیاطی

ماہنامہ الحق کے جنوری ۱۹۸۶ء کے شمارے میں " چند یادیں "
ن سے حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب اثر افغانی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں اُن کے قلم
لغزشیں ہو گئی ہیں اور انہوں نے " سید سازی کی مہم " کے تحت حضرت مولانا قاری ثناء اللہ پانی پتی ؒ
تفسیر مظہری، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن ؒ، حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری ؒ اور مولانا ابوالکلام آزاد

کو حسنی سید لکھا ہے، حالانکہ ان میں سے ایک بھی سید نہیں تھا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کا نسبی تعلق چشتیہ سلسلہ کے گل سرسبد حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء رحمۃ اللہ کے ساتھ تھا اور موصوف نسباً عثمانی تھے۔ قاضی صاحب کے اخلاف سے پروفیسر حافظ منظور الحق عثمانی خضری مسجد سمن آباد لاہور کے قریب رہتے ہیں، موصوف گورنمنٹ کالج اصغر مال راولپنڈی، سرور شہید ڈگری کالج گوجرخان اور گورنمنٹ ڈگری کالج مری کے پرنسپل رہ چکے ہیں۔ ان کے پاس خاندانی شجرہ موجود ہے۔ اس لئے قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کو حسنی سید کہنا درست نہیں۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اُموی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے احوال و آثار پر ڈاکٹر اقبال حسن خان اُستاد شعبۂ دینیات، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ کی نگرانی میں ایک تحقیقی مقالہ لکھا تھا جس پر انہیں ڈاکٹریٹ ملی تھی۔ یہ مقالہ اب کتابی صورت میں طبع ہو چکا ہے۔ اس میں حضرت شیخ الہندؒ کو اموی النسل لکھا ہے۔ اس لئے انہیں حسنی سید لکھنا بڑی زیادتی ہے۔

مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کا نسبی تعلق سری نگر کے مشہور بزرگ شیخ مسعود نروریؒ سے تھا اور اُن کا شجرۂ نسب امام الاعظم ابوحنیفہؒ کے دادا زوطی سے جا ملتا ہے۔ ڈاکٹر قاری محمد رضوان اللہ مرحوم نے مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ پر تحقیقی مقالہ لکھ کر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری لی تھی۔ یہ مقالہ بھی علی گڑھ سے طبع ہو چکا ہے۔ اس میں مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کا شجرۂ نسب موجود ہے۔

سری نگر کے معروف اسکالر عبدالرحمٰن کوندو نے "الانور" کے عنوان سے مولانا محمد انور شاہؒ کی سوانح حیات شائع کی ہے۔ اس موضوع پر طبع ہونے والی یہ سب سے وقیع کتاب ہے۔ انہوں نے بھی مولانا کشمیریؒ کو امام اعظم ابوحنیفہ کا ہم جد بتایا ہے۔

تاریخ اس پر شاہد ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت سے پونے پانچ صدیاں قبل ایران کے حکمران کوروش نے اپنی مملکت کی سرحد دریائے سندھ تک بڑھالی تھی۔ وہ سندھ سے ڈیڑھ لاکھ کے قریب جاٹوں کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گیا اور انہیں شط العرب میں آباد کیا وہاں یہ جاٹ "زط" کہلانے لگے اور انہی میں سے زوطی پیدا ہوا جو امام اعظم ابوحنیفہؒ کا دادا تھا۔ مولانا محمد انور شاہؒ کا سلسلۂ نسب امام صاحب کے چچا حارث بن زوطی سے ملتا ہے۔ اس لئے انہیں حسنی سید بتانا بڑی زیادتی ہے۔

اب رہے مولانا ابوالکلام آزاد، تو ان کی زندگی میں مولانا عبدالشاہد خان شروانی نے مولانا آزاد اور نواب حبیب الرحمٰن خان شروانی کی خط و کتابت "کاروانِ خیال" کے عنوان سے شائع کر دی تھی۔ ان کے ان دونوں بزرگوں کے ساتھ نیاز مندانہ تعلقات تھے۔ کاروانِ خیال کے دیباچے میں مولانا عبدالشاہد خان شروانی